چند روز میں محمد عاقل نے باپ کا سب کام اُٹھا لیا اور رئیس کو اپنی خدمت سے بہت خوش کیا۔ تب مولوی صاحب نے رئیس سے کہا۔ کہ یہ لڑکا اب حضور کی خدمت میں حاضر ہے مجھ کو آزاد فرمائیے ؎

رسمست کہ مالکانِ تحریر
آزاد کنند بندۂ پیر

رئیس کا دل بڑا سخی تھا۔ بیس روپیہ تا حیات مولوی صاحب کی پنشن کر دی اور مولوی صاحب کی جگہ محمد عاقل کو پوری تنخواہ پر رکھ لیا۔

اصغری دہلی میں آئی تو اُس نے محمودہ کی فکر کی۔ حسن آرا جھجھر سے اپنے گھر آئی ہوئی تھی۔ اور اُنھیں دنوں جمال آرا بھی سسرال سے چھوٹی بہن سے ملنے آئی تھی۔ حکیم جی کا تمام گھر تو اصغری کا مرید تھا۔ دونوں بہنیں اصغری کے آنے کی خبر سُن کر دوڑی آئیں۔ ہر طرح کی باتیں ہوتی رہیں۔

جمال آرا نے کہا۔ اُستانی جی کیسا جی تم میں پڑا تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ بھلا حسن آرا تو تمھاری شاگرد ہیں لیکن میں شاگردوں سے بھی زیادہ ہوں۔ میرا اُجڑا ہوا گھر تمھیں نے بسوایا۔

اصغری نے کہا۔ میں کس لائق ہوں۔

جمال آرا نے کہا۔ واہ اُستانی جی میں تو جیتے جی تمھارا سلوک نہیں بھولوں گی اور کیا کروں تم ہم لوگوں کی خدمت کسی طرح قبول نہیں کرتیں۔ نہیں تو اپنی کھال کی جوتیاں تم کو بنوا دیتی۔ تب بھی شاید تمھارا

UNIVERSITÄTS-BIBLIOTHEK HEIDELBERG
© Universitätsbibliothek Heidelberg
gefördert durch die DFG